میں آپ کے لیے احترام کا جذبہ، ایثار وقربانی کا جذبہ، معافی کا جذبہ اور دعا کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

آیئے اس کارخیر کو پھیلانے میں پہل کیجئے، گھر میں داخل ہو تو اس ہستی کے سب سے مقدس والدین کو، بھائی بہنوں کو سلام کیجئے۔ مسجد ومکتب میں داخل ہوتے ہوئے سلام کیجئے۔ پھر دیکھیں کیا نتیجہ سامنے آتا ہے۔ یہی وجہ ہے جب انسان گھر میں داخل ہونے کی دعا پڑھتا، سلام کرتا ہے اور کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھتا ہے تو شیطان ذلیل ہو کر کہتا ہے کہ اب اس گھر میں مجھے نہ کھانا ملے گا اور نہ رہائش۔

بدقسمتی سے ہمارا معاشرہ میں اس عظیم عمل کو فراموش کر چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے دلوں میں نہ بڑوں کا احترام ہے، نہ چھوٹوں پر شفقت۔ نہ والدین واساتذہ کو سلام کرنے کا رواج ہے۔ نتیجتاً اساتذہ کو اپنے شاگردوں پر شفقت ہے نہ بڑوں کو چھوٹوں سے محبت۔ ہم اپنی مجلسوں میں بچوں کو ہدف تنقید کا نشانہ بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے؛ بلکہ مجلس میں موجود بچے سے ذرا سی غلطی پر بری طرح ٹوکتے ہیں، انہیں جھاڑتے ہیں۔ ہو سکے تو ہاتھ اٹھانے کا موقع بھی جانے نہیں دیتے، انہیں مجلسوں سے نکال دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ میرے محترم بزرگو! بچے پھول کی مانند ہیں، انہیں مسلا نہیں کرتے۔ انہیں پیار سے سمجھائے تاکہ انہیں اپنی لاپرواہی کا احساس ہو۔ اور آپ کی بروقت اصلاح سے ان کے دل میں آپ کے لیے احترام اور اپنی غلطی پر شرمساری کا بھی احساس پیدا ہو جائے۔ اصولی طور پر اور شرعی نقطہ نظر سے چھوٹا بڑے کو سلام کرے، تاہم اگر کسی گستاخ اور بدتمیز بچے کو سلام کر کے کوئی بات سمجھانے کی کوشش کریں تو آپ کی بات سیدھی اس کے دل کو چھو لے گی۔ نبی کریم ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے کہ جب آپ بچوں کے پاس سے گزرتے تو آپ تمام بچوں کو سلام کرتے تھے۔ سلام میں پہل کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ ہونے کی وجہ سے مستحسن عمل ہے۔

سلام کی اہمیت وافادیت اپنی جگہ مسلمہ ہے؛ مگر اس کی ترویج اور عام کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ ہم خود کسی اور کے سلام کا انتظار نہ کریں، بلکہ بڑا ہو یا چھوٹا، استاد ہو یا شاگرد، جاننے والا ہو یا انجان سب کو سلام میں پہل کی کوشش کریں۔ گھر میں بچوں کو سلام کی ترغیب دیں، ان کو نصیحت کریں کہ وہ بڑے بزرگوں، استاذوں اور علماء کو سلام کریں۔

یہ ایک ایسا عمل ہے، جسے معاشرے میں پھیلانے کے لیے ہمیں اپنے آپ سے شروع کرنا چاہئے، پھر دیکھیں کہ جب بچے اس کے عادی ہوں گے، معاشرہ کا ہر فرد اس کا عادی ہوگا تو معاشرہ کس قدر بابرکت اور محبت بھرا بن جائے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ آپ بھی سلام کے عادی ہوں، اور سلام کا جواب بھی دیں۔ (وما علينا إلا البلاغ)

اخوت اسلامی قسط: (۳۷) آخری

صحابہ کرام ﷺ روئے زمین کا افضل طبقہ

امیر المؤمنین علی ﷺ

عبدالرحیم روزی

حضرت علی ﷺ کے فضائل ومناقب

آپ ﷺ کے مناقب احادیث مبارکہ میں بہت زیادہ ہیں۔ان میں سے کثیر تعداد احادیث فضائل محدثین کے قواعد وضوابط کے مطابق قابل قبول اور صحیح ہیں؛لیکن کثیر تعداد درایتی وروایتی اصولوں کے تحت مندرج نہیں۔

ذیل میں آپ ﷺ کے بعض فضائل نذر قارئین ہیں، جو مستند محدثین کے نزدیک صحیح وثابت ہیں۔

❁ حضرت سعد بن ابی وقاص ﷺ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی ﷺ کو غزوہ تبوک میں اپنا جانشین چھوڑا،تو آپ ﷺ نے عرض کیا:''تخلّفني في النساء والصبيان؟ فقال ﷺ: أما ترضىٰ أن تكون مني بمنزلة هارون من موسىٰ إلا أنه لانبي بعدي'' [بخاری،مسلم کتاب فضائل الصحابة] ''کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ رہے ہیں؟ فرمایا: کیا تو یہ پسند نہیں کرتا کہ مجھ سے اس درجہ پر ہو جائے جس پر حضرت ہارون ﷺ کا حضرت موسیٰ ﷺ سے تھا؟! البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔''

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اس حدیث کو حضرت عمر، ابو ہریرہ، عبد اللہ بن عباس، جابر، براء، زید بن ارقم ،ابوسعید خدری، انس، جابر بن سمرہ، حبشی بن جنادہ، معاویہ اور اسماء ﷺ وغیرہ نے روایت کی ہے۔[فتح الباری]

❁ حضرت سہل بن سعد ﷺ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جنگ خیبر کے روز فرمایا:''لأعطين الراية رجلاً يفتح الله علىٰ يديه،يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله.قال: فبات الناس يدوكون ليلتهم أيهم يعطاها، فلما أصبح الناس غدوا علىٰ رسول الله ﷺ كلهم يرجو أن يعطاها.فقال: أين علي بن ابي طالب؟ فقيل: هو يارسول الله! يشتكي عينيه.فقال: فأرسلوا إليه، فاتي به فبصق في عينيه ودعا له فبرأ حتى كأن لم يكن به وجع ، فأعطاها الراية. فقال علي: يارسول الله ! أقاتلهم حتى يكونوا مثلنا؟ قال: انفذ علىٰ رِسلک حتى تنزل بساحتهم ثم ادعهم إلى الإسلام وأخبرهم بما يجب عليهم من

حق الله عزوجل فيهم، فوالله لأن يهدي الله بك رجلاً واحدًا خيرٌ لك من حُمر النعم '' [بخاری، مسلم] ''میں صبح کو پرچم ایسے آدمی کو دوں گا اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں پر فتح دے گا، وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھے گا اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت رکھیں گے۔ راوی نے کہا: لوگ رات کو طرح طرح کی قیاس آرائیاں کرتے رہے کہ وہ مبارک جھنڈا کس کو دیا جائے گا؟ جب صبح ہوئی، وہ سویرے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، ہر کوئی امید وتمنا کرتا تھا کہ اسے ملے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! اس کی آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ فرمایا: اس کی طرف آدمی بھیجو۔'' چنانچہ اسے لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس کی آنکھوں میں لعاب ڈالا اور اس کے لیے دعا کی تو وہ ایسے ٹھیک ہوئے کہ گویا اسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ پس آپ ﷺ نے پرچم اسے تھمایا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں ان سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ ہماری طرح ہو جائیں؟ فرمایا: ''آرام سے چل کر ان کے میدان میں اترو، اور اسلام کی طرف دعوت دیتے ہوئے انہیں آگاہ کرو جو ان پر اللہ کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! تیرے ذریعہ سے ایک آدمی کو ہدایت ملے، تو یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بھی افضل ہے۔''

❁ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے ہاں ابو تراب سے زیادہ پسندیدہ نام نہ تھا۔ وہ اس نام (کنیت) سے پکارے جانے کو پسند کرتے تھے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''جاء النبي ﷺ بيت فاطمةَ فلم يجد علياً في البيت، فقال: أين ابن عمكِ؟ قالت كانت بيني وبينه شئ فغاضبني فخرج فلم يَقِل عندی '' [مسلم] '' آپ ﷺ فاطمہ کے گھر آئے تو آپ کو علی رضی اللہ عنہ گھر میں نہ ملا، فرمایا: تیرا چچا زاد کہاں ہے؟ کہا: میرے اور اس کے درمیان کچھ (اختلاف) ہوا، ایک دوسرے پر ناراض ہو کر باہر نکل گیا اور میرے پاس قیلولہ نہیں کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا: کہ دیکھو وہ کہاں ہے؟ تھوڑی دیر میں اس نے خبر لائی: اے اللہ کے رسول! وہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ آئے تو وہ لیٹے ہوئے تھے۔ پیٹھ سے چادر گر گئی تھی اور مٹی لگی ہوئی تھی آپ ﷺ اس سے مٹی جھاڑتے اور فرماتے تھے: ''قم أبا تراب، قم أبا تراب!'' اٹھ اے ابو تراب! اٹھ اے ابو تراب!''

❁ ابو حازم روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: یہ (گورنر مدینہ) منبر کے پاس علی رضی اللہ عنہ کو پکارتا ہے۔ پوچھا کس نام سے پکارتا ہے؟ کہا: ابو تراب کہتا ہے۔ سہل رضی اللہ عنہ اس پر ہنس پڑے اور کہا: اللہ کی قسم! یہ نام خود نبی ﷺ نے رکھا ہے اور علی رضی اللہ عنہ کے پاس اس نام سے زیادہ محبوب کوئی نام نہ تھا۔''

سہل رضی اللہ عنہ سے بات کریدتے ہوئے پوچھا گیا: اے ابو عباس! یہ کیا واقعہ ہے؟ کہا: علی رضی اللہ عنہ فاطمہؓ پر داخل ہوئے،

پھر نکل کر مسجد میں لیٹ گئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تیرا چچا زاد کہاں ہے؟ کہا: وہ مسجد میں ہے۔ آپ ﷺ اس کی طرف تشریف لے گئے، اس کی چادر پیٹھ سے گر گئی تھی اور پیٹھ تک مٹی پہنچ چکی تھی۔ آپ ﷺ مٹی جھاڑتے ہوئے فرمانے لگے: "اجلس یا أبا تراب مرتین" "سیدھا بیٹھ اے ابوتراب" دوبار فرمایا۔ [بخاری فضائل صحابہ]

❁ ابواسحاق سبیعی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور میں سن رہا تھا: کیا علی رضی اللہ عنہ بدر میں شریک ہوئے ہیں؟ جواب دیا: "بارز وظاهر" اس نے مبارزت طلب کی یعنی مقابلہ کی دعوت دی اور خوب نصرت بھی کی ہے۔ [بخاری کتاب المغازی]

❁ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "من کنت مولاہ فعلي مولاہ" [احمد، نسائی، ترمذی وھو حدیث صحیح] "جس کا میں دوست ہوں، پس علی رضی اللہ عنہ بھی اس کا دوست ہے۔"

❁ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب آیت ﴿ندع أبناء نا وأبناء کم﴾ [ال عمران ٦١] اتری تو آپ ﷺ نے حضرات علی، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: "اللّٰھمّ ھؤلاء أھلي" [مسلم، ترمذی] "اے اللہ یہ لوگ میرے گھر کے افراد ہیں۔" یہ حدیث حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی پچھلی حدیث کا حصہ ہے۔

❁ زر بن حبیش سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے میں نے سنا وہ فرماتے تھے: "والذی خلق الحبة وبرأ النسمة إنه لَعهدُ النبيِّ الأميِّ إليَّ أنه لایحبُّني إلا مؤمنٌ ولایُبغضُني إلا منافقٌ" [صحیح مسلم، ترمذي] "اس کی قسم جس نے دانہ پھاڑا اور ہر جاندار کو پیدا کیا! بیشک بات یہ ہے کہ نبی اُمی ﷺ نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ مجھ سے محبت نہیں کرتا مگر مؤمن، اور مجھ سے دشمنی نہیں رکھتا مگر منافق۔"

❁ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ وہ ان کلمات کا اعلان کرے، پھر اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا، ابوبکر رضی اللہ عنہ راستے میں تھے کہ نبی ﷺ کی اونٹنی قصواء کی آواز سنی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ خیال کرتے ہوئے ہڑبڑا کر کھڑے ہوئے کہ نبی ﷺ تشریف لائے ہوں گے، دیکھا تو وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔ چنانچہ انہیں نبی اکرم ﷺ کی طرف سے ایک خط دیا جس میں علی رضی اللہ عنہ کو حکم تھا کہ ان کلمات کا اعلان کرے۔ پھر دونوں آگے چلے، دونوں نے حج کیا پھر علی رضی اللہ عنہ نے تشریق کے دنوں میں کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ: "ذمةُ الله ورسوله بريئةٌ مِن كلِّ مشركٍ فسيحُوا في الأرضِ أربعةَ أشهرٍ، ولايحجنَّ بعدَ هذا العامِ مشركٌ، ولايطوفنَّ بالبيتِ عريانٌ ولايدخلُ الجنةَ إلا نفسٌ مؤمنةٌ فكان علي رضی اللہ عنہ ينادى بهؤلاء الكلمات، فإذاعيي قامَ أبو بكر رضی اللہ عنہ

فنادیٰ بھا'' [ترمذی بسند حسن] ''اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا عہد ہر مشرک سے ختم ہے، لہٰذا تم لوگ زمین پر چار ماہ گھوم پھر سکتے ہو، اور امسال کے بعد کوئی مشرک ہرگز حج نہ کرے گا اور بیت اللہ کا طواف کوئی ننگا شخص نہ کرے گا۔ اور جنت میں داخل نہیں ہوگا مگر مؤمن شخص۔'' علی رضی اللہ عنہ یہ اعلان پکار کر تھک جاتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑا ہوتا اور یہ اعلان کرتا۔''

❁ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کوئی چیز تقسیم فرما رہے تھے کہ آپ ﷺ کے پاس ذوالخویصرہ تمیمی آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! عدل سے کام لے! اس واقعہ کے آخر میں یہ ہے کہ یہ لوگ اس وقت خروج کریں گے جب مسلمان بٹوارے ہوں گے۔ راوی آگے کہتا ہے: '' أشهدُ أنّ علي بن ابي طالب قاتلهم وأنا معهُ، فأمر بذلك الرجل فالتُمس فأُتي به حتى نظرتُ إليه على نعتِ النبي ﷺ الذي نعته'' [بخاري المناقب] ''میں گواہی دیتا ہوں کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان (خوارج) سے قتال کیا اور میں آپ کے ساتھ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق حکم دیا تو اسے تلاش کیا گیا، اسے نبی ﷺ کے بیان کردہ وصف کے عین مطابق دیکھا۔''

❁ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ غدیر خم میں اترے تو آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''ألستم تعلمون أني أولىٰ بالمؤمنين من أنفسهم؟ قالوا: بلىٰ قال: ألستم تعلمون أني أولىٰ بكل مؤمن من نفسه؟ قالوا: بلىٰ قال: اللهم من كنت مولاه فعليٌّ مولاه، اللّٰهم والِ من والاهُ وعادِ من عاداهُ. فلقيَه عمر رضی اللہ عنہ بعد ذلك فقال له: هنيئًا بكَ ابنَ أبي طالبٍ! أصبحتَ وأمسيتَ مولىٰ كلِّ مؤمنٍ ومؤمنةٍ.'' [مسند أحمد] ''کیا تم نہیں جانتے کہ میں تمام مومنوں کے متعلق ان کی اپنی ذات سے بھی زیادہ حقدار ہوں؟'' سب نے کہا: کیوں نہیں۔ فرمایا: ''کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مومن کی ذات کے متعلق خود اس سے بھی زیادہ حقدار ہوں؟ سب نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا: ''اے اللہ! جس کا میں دوست ہوں علی رضی اللہ عنہ بھی اس کا دوست ہے۔ اے اللہ! دوستی رکھ اس سے جو اس کے ساتھ دوستی رکھتا ہے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے۔'' پس عمر رضی اللہ عنہ اس کے بعد ان سے ملے اور کہا: مبارک ہو ابوطالب کا بیٹا! تو نے صبح وشام کیا ہر مومن اور مومنہ کا دوست ہو کر۔'' محدث شام ناصر الدین البانی رقمطراز ہیں: اس میں مرفوع والا حصہ صحیح ہے۔ جسے ترمذی نے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

یہی مضمون حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ترمذی، نسائی، مسند احمد میں اور ابن ماجہ میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ سے اس لفظ کے ساتھ ہے: ''من كنت مولاه فعلي مولاه'' یثیع اور سعید بن وہب سے مسند احمد، نسائی میں

ہے۔امام ترمذی نے حسن غریب کہا ہے۔امام ابن حجر رقمطراز ہیں: ''من كنت مولاه فعلي مولاه '' کے بہت سے طرق ہیں۔امام ابن عقدہ نے انہیں الگ کتاب میں جمع کیا ہے۔[فتح الباری]

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کا بیان ہے کہ ہم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ حضرت فاطمہؓ نے شکایت کی کہ ہاتھ سے چلانے والی چکی سے تکلیف پہنچتی ہے۔ نبی ﷺ کے پاس کچھ قیدی پہنچے تو وہ چلی گئی، مگر آپ ﷺ نہیں ملے، امی عائشہؓ کو اپنا مدعا بتا دیا۔ جب نبی ﷺ پہنچے عائشہؓ نے فاطمہؓ کی آمد کی خبر بتا دی۔ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، ہم بستر میں لیٹ چکے تھے، میں اٹھنے لگا تو فرمایا: ''تم دونوں اپنی اپنی جگہ رہو، آپ ﷺ ہمارے مابین بیٹھ گئے، میں نے آپ کے پیروں کی ٹھنڈک محسوس کی۔ آپ نے فرمایا: '' **أعلمكما خيرًا مما سألتماني. إذا أخذتما مضاجعكما تكبران أربعا وثلاثين، وتسبحان ثلاثا وثلاثين، وتحمدان ثلاثا وثلاثين فهو خير لكما من خادم** '' [بخاری فضائل الصحابة باب مناقب علی رضی اللہ عنہ] '' کیا میں تم دونوں کو تمہارے مطالبہ سے بہتر چیز کی تعلیم نہ دوں؟ جب تم بستر میں لیٹ جائیں تو دونوں چونتیس بار **الله اكبر**، تینتیس بار **سبحان الله** اور تینتیس بار **الحمد لله** کہو۔ یہ تمہارے لیے ایک خادم سے بہتر ہے۔''

شارح صحیح بخاری امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: اس حدیث کو مناقب علی رضی اللہ عنہ میں لانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کے ہاں علی رضی اللہ عنہ کا اعلیٰ وارفع مقام تھا۔اور یہ کہ نبی ﷺ ان کے گھر جا کر میاں بیوی کے درمیان بیٹھ گئے۔ نیز یہ کہ آپ ﷺ نے اپنی صاحبزادی کے لیے جو چیز پسند کی اسے علی رضی اللہ عنہ کے لیے بھی پسند کیا۔ نیز یہ کہ دونوں کے لیے مادی امور پر اخروی جزاء کو ترجیح دی۔ پھر دونوں اس پر خوش وخرم ہوئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبانی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''**أقرؤنا أبيّ وأقضانا عليّ** '' [بخاری کتاب تفسیر باب ماننسخ من آية] '' ہمارے سب سے بڑا قاری ابی رضی اللہ عنہ ہے اور سب سے بڑا قاضی علی رضی اللہ عنہ ہے۔''

مذکورہ قول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: '' **أرحم أمتي بأمتي أبوبكر** رضی اللہ عنہ ...... **وفيه: وأقرؤهم لكتاب الله أبيّ بن كعب، وأمين هذه الأمة أبوعبيدة بن الجراح** '''' میری امت میں میری امت کے ساتھ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے۔ ...... سب سے بڑا قاری کتاب اللہ کا ابی رضی اللہ عنہ اور

امت کا امین ابوعبیدہ ؓ ہے۔" [ترمذی وقال حدیث صحیح] دوسرے محدثین نے اس کے حدیث مرسل ہونے کو درست قرار دیا ہے۔[فتح الباری] یہ حدیث ابوسعید ؓ اور قتادہ ؓ وغیرہ سے مرفوع ومرسل منقول ہے۔

❁ ابن مسعود ؓ کا فرمان ہے: "**كنا نتحدث أن أقضى أهل المدينة علي بن ابي طالب** ؓ [فتح الباری عن البزار] "ہم آپس میں بیان کرتے تھے کہ مدینہ میں سب سے بڑا قاضی علی ؓ ہے۔

❁ ابوسعید خدری ؓ کا قول ہے: "**إن كنا لنعرف المنافقين-نحن معاشر الانصار - ببغضهم علي بن ابي طالب** ؓ" [ترمذی: حدیث غریب]

❁ عروہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص، حضرت عمر ؓ کے سامنے علی ؓ کے نقائص بیان کرنے لگا تو حضرت عمر ؓ نے کہا: "**تعرف صاحب هذا القبر؟ ! وهو محمد بن عبد الله بن عبدالمطلب** ﷺ، **وعليُّ بنُ ابي طالبِ بن عبدالمطلب** ؓ **فلا تذكر عليًّا إلا بخيرٍ فإنك إن أبغضته اذيت هذا في قبره**" [احمد بن حنبل فضائل الصحابة] "اس قبر والے کو جانتے ہو؟ وہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ﷺ ہے۔ اور علی ؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب ہے۔ لہٰذا تو نہ یاد کر علی ؓ کو مگر خیر کے ساتھ، اگر تو اس سے بغض رکھے گا تو تم نے اس کو اس کی قبر میں تکلیف پہنچائی۔"

❁ خلیفہ ثانی حضرت عمر ؓ نے جب دیوان (لشکر اسلام کی تنخواہ کا رجسٹر) بنا کر مشاہرہ مقرر کیا تو حضرات حسن وحسین رضی الله عنهما کو ان کے والد علی ؓ بدری کے مشاہرہ کے برابر رکھا؛ کیونکہ وہ دونوں نبی اکرم ﷺ کے نہایت ہی قریبی قرابت دار تھے۔ ان کے لیے فی کس پانچ ہزار مقرر کیا۔[تاریخ دمشق لابن عساکر]

❁ جبیر بن حویرث کہتے ہیں (طویل قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ:) حضرت عمر ؓ نے دیوان کی تدوین میں حضرت عثمان، علی اور ولید بن ہشام بن مغیرہ ؓ سے مشورہ لیا۔ حضرت عقیل بن مخرمہ اور جبیر بن مطعم نساب کو حکم دیا کہ لوگوں کو اپنے مراتب کے حساب سے رجسٹر میں درج کرو! چنانچہ انہوں نے سب سے پہلے بنو ہاشم پھر بنو تیم، پھر بنو عدی کا نام لکھا یعنی خلافت کی ترتیب سے۔ حضرت عمر ؓ نے دیکھ کر کہا: "**وددتُ والله أنهُ هكذا ولكن ابدؤا بقرابةِ النبي** ﷺ **الأقربَ فالأقربَ حتى تضعوا عمر حيث وضعه الله** ....." [الطبقات الكبرى] "میں چاہتا ہوں واللہ وہ اسی طرح ہو، لیکن تم نبی ﷺ کے رشتہ داروں سے شروع کرو، جو نزدیک سے نزدیک تر ہو، یہاں تک کہ عمر کو وہاں رکھو جہاں اللہ نے اسے رکھا ہے۔" اس کے اختتام میں ہے کہ بنوعدی سے فرمایا: "**والله ما أدركنا الفضل في الدنيا ولا ما**

نرجو من الآخرة من ثواب الله على ما عملنا إلا بمحمدٍ ﷺ فهو شرفنا وقومه أشرف العرب" [الطبقات الکبریٰ] ''اللہ کی قسم! ہم نے فضیلت حاصل نہیں کی دنیا میں اور نہ آخرت میں اپنے عمل کی بنا پر اللہ کے ثواب کی امید کرتے ہیں؛ مگر محمد ﷺ کے حوالہ سے، وہی ہماری عزت ہے اور اس کی قوم تمام عرب میں سب سے عزت والی ہے۔''

❁ سعد بن عبیدہ روایت کرتے ہیں ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے اس کے ستودہ اعمال کا تذکرہ کیا، پھر کہا: شاید یہ تمہیں برا لگا ہوگا؟ اس نے کہا: ہاں، کہا: اللہ تیری ناک کو ذلیل کرے۔ پھر اس نے علی رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا، آپ نے ان کے اچھے کاموں کو بیان کیا اور کہا: ''هو ذاک، بيته أوسط بيوتِ النبی ﷺ ثم قال: لعلَّ ذاک يسوؤکَ؟ قال: أجل. قال: فأرغم الله بأنفک، انطلق فاجهد علی جهدک.'' [بخاری فضائل الصحابة، مناقب علی رضی اللہ عنہ] ''وہ اُدھر ہے، اس کا گھر نبی ﷺ کے گھروں کے درمیان میں ہے۔ پھر کہا: شاید یہ تجھے بُرا لگا؟ کہا: ہاں۔ کہا: اللہ تجھے ذلیل کرے، جا اور میرے خلاف اپنی جدوجہد کر۔''

❁ عمرو بن میمون حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت فاجعہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خلیفہ کے انتخاب میں کئی روز کی باہمی مشاورت کے طویل قصے میں کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اوص يا أمير المؤمنين، استخلف! قال: ما أجد أحق بهذا الأمر من هؤلاء النفر الذين توفی رسول الله ﷺ وهو عنهم راضٍ. فسمّی علياً وعثمان والزبير وطلحه وسعداً وعبد الرحمن رضی اللہ عنہم. وقال: يشهدكم عبد الله بن عمر وليس له من الأمر شئ كهيئة التعزية له ....'' الحديث [بخاری فضائل الصحابة ح: ۳۷۰۰] ''میں اس معاملہ میں حقدار نہیں پاتا ان لوگوں سے بڑھ کر جن سے نبی ﷺ خوش ہو کر رحلت کر گئے۔'' پھر آپ رضی اللہ عنہ نے علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم کا نام لیا اور فرمایا: تمہاری میٹنگ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوگا؛ لیکن اس کے لیے معاملہ خلافت میں کچھ حصہ نہیں۔ گویا اس کے ساتھ دلاسا تھا۔

❁ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: تمہیں عاشوراء کا روزہ رکھنے کا حکم کس نے دیا؟ لوگوں نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے۔ کہا: ''أما إنه لأعلمُ الناس بالسنة'' [الاستیعاب] ''ٹھیک ہے، بیشک وہ سنت رسول ﷺ کے متعلق سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے۔''

❁ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرب کے مشہور پہلوان عمرو بن عبدود کو قتل کیا تو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اٹھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر کو بوسہ دیا۔ [مجلسی: بحار الأنوار ۲/۳۳، کشف الغمة ۱/ ۱۵۸]

﴿❁﴾ حضرت معاویہ ؓ پیش آمدہ پیچیدہ دینی مسائل لکھ کر رکھتے، تاکہ حضرت علی ؓ سے پوچھیں۔ جب آپ کی شہادت کی خبر سنی تو کہا: ''ذهب الفقه والعلم بموت ابن أبي طالب ؓ'' [الإستيعاب] ''فقہ اور علم ابوطالب کے بیٹے کی موت سے ختم ہو گئے۔''

﴿❁﴾ اصبغ بن نباتہ کا بیان ہے کہ ضرار بن ضمرہ نہشلی، امیر معاویہ ؓ پر داخل ہوا تو اس نے کہا: ''علی ؓ کے اوصاف بیان کرے۔'' کہا: کیا آپ مجھے اس سے معاف نہیں کریں گے؟ کہا: نہیں؛ بلکہ اس کی صفات ضرور بیان کرو۔ ضرار نے کہا: ''رحم الله عليًا ! كان والله فينا كأحدِنا، يُدنينا إذا أتيناه ويجيبُنا إذا سألناه ويقربُنا إذا زرناه، لايُغلق له دوننا بابٌ ولايحجبُنا عنه حاجبٌ، ونحن والله مع تقريبه لنا وقربته منا لانكلمُه لهيبتِه ولانبتديه لعظمتِه، فإذا ابتسم فمثل اللؤلؤ المنظوم'' معاویہ نے کہا: مزید وصف بیان کریں! ضرار نے کہا: ''رحم الله عليًا كان والله طويل السهاد، قليل الرقاد، يتلو كتاب الله آناء الليل وأطراف النهار'' '''' اللہ رحم کرے حضرت علی ؓ پر! وہ اللہ کی قسم ہمارے درمیان ہم میں سے ایک کی طرح تھے۔ وہ ہمیں قریب کرتے جب ہم اس کے پاس جاتے، وہ جواب دیتے جب ہم ان سے پوچھتے، وہ ہمیں قریب کرتے جب ہم اس سے ملاقات کرتے، وہ ہمارے لیے دروازہ بند نہ کرتے، اور ہمیں اس کے پاس جانے سے کوئی روکنے والا نہ روکتا۔ اور اللہ کی قسم وہ ہمیں مقرب رکھتے اور وہ ہم سے قریب رہنے کے باوجود ہم اس سے بات نہ کرتے، اس کی ہیبت کی وجہ سے، اور اس پر ابتدا نہ کرتے اس کی تعظیم کی وجہ سے، جب وہ تبسم ریز ہوتے تو موتی پروئے ہوئے ہار کی مانند ہوتے۔''

'' اللہ رحم کرے حضرت علی ؓ پر! وہ۔ اللہ کی قسم۔ رات کو خوب جاگنے والے، کم سونے والے تھے، اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے، رات اور دن کے دونوں کناروں میں۔''

امیر معاویہ ؓ رو پڑے اور کہا: بس کرو اے ضرار! ''كذلك والله كان علي ؓ، رحم الله أباالحسن'' ''اسی طرح واللہ علی ؓ تھے۔ اللہ رحم کرے ابوالحسن پر'' [بحار الأنوار ١/ ٤١، أمالي الصدق ص ٦٢٤]

حضرت علی ؓ کے زمانہ خلافت کے بعض اہم پہلو

عام طور پر مؤرخین نے آپ ؓ کے عہد کے بعض زاویوں کے بارے میں تفصیل سے کام نہیں لیا ہے، ان کے خیال میں آپ ؓ کی توجہات و مصروفیات کا رخ عراقیوں اور شامیوں کی طرف تھا، یعنی اہل قبلہ سے قتال و جدال میں